ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ بحیثیت قرآنی مترجم

پروفیسر ڈاکٹر صلاح الدین ثانی ☆

''انسان کی بیشتر زندگی علم سیکھنے میں گزر جاتی ہے، جب علم کو سمجھنے کا وقت آتا ہے تو وہ اس خاکدان سے چلا جاتا ہے۔''(۱)

یہ اس عظیم شخصیت کا قول ہے جس کا اوڑھنا بچھونا علم تھا، جس کی خلوت و جلوت علم کی خدمت کے لئے وقف تھی، جس کی عظمت کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے حاصل مراد آبادی نے کہا:

تقریر سے کرتے ہیں وہ ذہنوں کو اجاگر — تحریر میں اسلام کے شیدا نظر آئے
وہ ایسے مجاہد ہیں جو لڑتے ہیں قلم سے — ملت پہ جہاں جہل کا غلبہ نظر آئے
پڑھتے ہیں جو ان کو وہ پرستار ہیں ان کے — بے بہرہ ہیں ان سے جو انہیں کیا نظر آئے!

میری مراد اسلامیات کے نامور محقق اور بین الاقوامی شخصیت استاذ الاساتذہ جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ ہیں۔

ڈاکٹر صاحبؒ نے اپنی تاریخ ولادت ۱۶/محرم ۱۳۲۶ھ مطابق ۱۳۱۷ھ فصلی لکھی ہے، جو شمسی تاریخ کے مطابق ۱۹/فروری ۱۹۰۸ء ہے(۲)۔ آپ فیل خانہ کے آبائی مکان خانہ خلیل(۳) کوچہ حبیب علی شاہ کٹل منڈی حیدرآباد دکن (انڈیا) میں پیدا ہوئے(۴)۔ خاندانی تعلق نوائط برادری سے تھا(۵)۔ جو جنوبی ہند کے ساحلی علاقوں پر آباد تھی اور تجارت و جہاز رانی کے پیشہ سے وابستہ تھی۔ اس خاندان کی تبلیغی و علمی خدمات بھی قابل قدر ہیں(۶)۔ آپ کے دادا قاضی محمد صبغت اللہ بدرالدولہ (۱۲۱۱ھ/۱۷۹۲ء-۱۲۸۰ھ/۱۸۶۳ء) اپنے اجداد (شمس العلماء قاضی عبداللہ متوفی ۱۳۴۶ھ) کی طرح عالم دین اور جنوبی ہند میں اردو کے پہلے نثرنگار مانے جاتے تھے(۷)۔ آپ کی اردو میں ۱۴ فارسی میں ۲۳ اور عربی میں ۲۹ کتابیں ہیں۔ سیرت پر فوائد بدریہ معروف ہے(۸)۔

۱۔ صدر شعبۂ اسلامیات، قائدملت گورنمنٹ ڈگری کالج لیاقت آباد کراچی

آپ کے والد ابومحمد خلیل (۱۲۷۴ھ۔ ۱۳۶۳ھ) بن قاضی بدرالدولہ نظام حیدرآباد کی حکومت میں معتمد مال گزاری تھے(۹)۔ ابتدائی تعلیم والد ماجد سے حاصل کی پھر حیدرآباد دکن کی مشہور دینی درس گاہ دارالعلوم میں داخلہ لیا، چھ سال تعلیم حاصل کرکے جامعہ نظامیہ سے درس نظامی کی تکمیل کرکے مولوی کامل کی سند حاصل کی(۱۰)۔ قرآن کریم بچپن ہی میں حفظ کر لیا تھا(۱۱)۔ جامعہ عثمانیہ حیدر آباد دکن سے ۱۹۳۰ء میں ایم اے اور ایل ایل بی کی ڈگری حاصل کی(۱۲)۔ قیام حیدر آباد میں جن علمی شخصیات کا آپ پر اثر ہوا، ان میں بہار کے مشہور عالم دین ابو محمد مصلح تھے۔ جنہوں نے تبلیغ کے لئے قرآن کریم کی عالمگیر تحریک کی بنیاد ڈالی تھی(۱۳)۔ اور اسکاوٹ ماسٹر علی موسیٰ رضا مہاجر تھے(۱۴)۔ ان کے علاوہ دو اساتذہ کا خصوصی تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔

میں بہتوں کا ممنون بھی ہوں، اور خوشہ چین بھی خاص کر دو کا ذکر ضروری معلوم ہوتا ہے، ایک تو جامعہ کلکتہ کے پروفیسر محمد زبیر صدیقیؒ ہیں (صحیفہ ہمام بن منبہ کے) مخطوطہ ثانی کا اصل میں ان ہی نے پتہ چلایا اور پھر وفور ایثار سے اس کی اشاعت کے لئے میرے حق میں دست بردار ہوگئے۔ تدوین حدیث پر آپ کے بعض گرانقدر مقالوں سے بھی میں نے استفادہ کیا ہے۔ دوسرے استاذ محترم مولانا سید مناظر احسن گیلانیؒ ہیں، یہاں آئندہ اوراق (دیباچہ صحیفہ ہمام بن منبہ) میں جو کچھ لکھا ہے وہ اصل میں اسی آفتاب کی ماہتاب وار ضیاء پاشی ہے(۱۵)۔ مولانا گیلانیؒ دارالعلوم دیوبند کے فاضل انتہائی وسیع النظر اور وسیع المطالعہ شخص تھے(۱۶)۔ ان ہی صلاحیتوں کی وجہ سے جامعہ عثمانیہ کے صدر شعبہ دینیات مقرر ہوئے۔ ڈاکٹر صاحبؒ نے آپ سے بھرپور استفادہ کیا اور بارباراس کا تذکرہ فرمایا ہے(۱۷)۔ مزید تعلیم کے لئے جرمن تشریف لے گئے، جہاں بون یونیورسٹی میں ۱۹۳۳ء میں جرمن زبان میں اپنا مقالہ بعنوان Neutialitat in islam ischen (volkeriecht Neutrality in muslim) inter national Law یعنی ''اسلام کے بین الاقوامی تعلقات''، ڈی فل ڈگری کے لئے پیش کیا یہ جرمن سے ۱۹۳۵ء میں شائع ہوا۔ پھر فرانس تشریف لے گئے، جہاں سور بون یونیورسٹی میں ۱۹۳۴ء میں فرانسیسی زبان میں اپنا مقالہ بعنوان: Ladiplomatic Musulmane ai'epoch an prophete dei'slam etse caliphes otho doxes ''عہد نبوی اور خلافت راشدہ میں اسلامی سفارتکاری'' ڈی لٹ کی ڈگری کے لئے پیش کرکے ڈگری حاصل کی، پی ایچ ڈی کی تیسری ڈگری ۱۹۳۹ء ۔ ۱۹۴۰ء میں جامعہ عثمانیہ حیدر آباد دکن سے اپنا مقالہ بعنوان: Muslim Conduct of State یعنی اسلام کا نظام حکمرانی پیش کرکے حاصل کی(۱۸)۔

حیدرآباد دکن پر ہندوستان کے قبضہ کے بعد آپ نے اپنا مستقل قیام فرانس میں رکھا، لیکن نیشنلٹی حاصل نہیں کی[۱۹] اور اسی حیثیت میں زندگی کے تقریباً ستر سال گزار دئے[۲۰]۔ بقول اقبالؒ ؎

یہ پورب، یہ پچھم چکوروں کی دنیا　　مرا نیلگوں آسماں بیکرانہ
پرندوں کی دنیا کا درویش ہوں میں　　کہ شاہیں بناتا نہیں آشیانہ

زندگی بھر تحریر تقریر تبلیغ و تحقیق میں گزاردی، پیرس کی مشہور جامع مسجد میں ہر اتوار کو قرآن کریم اور اسلام پر درس دیتے تھے[۲۱]۔ بے شمار افراد آپ کے ہاتھوں مسلمان ہوئے ''تکبیر'' کے مدیر کو ایک سوال کے جواب میں فرمایا:

فرانس میں اب تک ایک لاکھ افراد مسلمان ہوچکے ہیں، یومیہ ۸ تا ۱۰ کی اوسط ہے، مسلمان ہونے والوں میں پروفیسر، سفیر، نان بائی، پادری، نن بالخصوص خواتین شامل ہیں[۲۲]۔ اس کا اندازہ اس بیان سے لگایا جاسکتا ہے کہ ڈاکٹر محمد الغزالی لکھتے ہیں تیونس کے وزیر خارجہ فرانس کے دورہ پر آئے تو انہوں نے فرانس کے صدر متراں سے کہا، یہاں مسلم کمیونٹی کا خیال رکھا جائے، اس پر صدر متراں نے کہا، جس رفتار سے یہاں لوگ اسلام قبول کر رہے ہیں اس سے لگتا ہے ایک دن مجھے آپ کے ملک تیونس آ کر یہ کہنا پڑے گا کہ یہاں عیسائیوں کا خیال رکھیں[۲۳]۔

ڈاکٹر صاحب کی علمی دینی و دعوتی سرگرمیوں نے فرانس کی حکومت کو خوف اور تعصب کی نفسیات میں مبتلا کر دیا تھا۔ اور جو لوگ الجزائر کی قدیم وجدید تاریخ سے واقف ہیں وہ فرانس کے تعصب سے بخوبی آگاہ ہیں۔ یہی وجہ ہے ڈاکٹر صاحب کی سرگرمیوں پر نظر رکھی جانے لگی، ان کے پروگراموں کو چیک کیا جانے لگا، ان کی ڈاک سینسر کی جاتی، ان کو فرانس کے عیسائی ماحول کے لئے خطرہ سمجھا جانے لگا تھا[۲۴]۔ ''تکبیر'' کے مدیر آپ کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ڈاکٹر صاحب کی پوری زندگی جرمنی اور فرانس میں گزری ہے، لیکن ان کی فکر اور تحریر پر مغربی فکر اور تہذیب کا کوئی ادنی شائبہ بھی نظر نہیں آتا، وہ دیوبند یا ندوہ جیسی کسی دینی درسگاہ کے فاضل استاذ کا سا اسلوب نگارش رکھتے ہیں، جس میں اساسیات دین پر گہرے اعتقاد کا رنگ غالب ہوتا ہے۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ کی اسلامی فکر اور مشرقی تہذیب یورپ میں ۶۰ سال کی رہائش کے باوجود ذرا متاثر نہ ہوئی، بلکہ اس نے الٹا اہل یورپ کو متاثر کیا، اور ہزاروں افراد کو اسلام کی آغوش میں پہنچا دیا[۲۵]۔ ؎

صداقت ہو تو دل سینوں سے کھنچ آتے ہیں اے واعظ　　حقیقت خود کو منوالیتی ہے مانی نہیں جاتی

ڈاکٹر صاحب نے ۹۵ سال کی طویل عمر پائی اور ساری زندگی اشاعت و حفاظت اسلام میں

صرف کر دی، ۱۷ دسمبر ۲۰۰۲ء کو امریکی ریاست فلوریڈا شہر جیکسن ویلے میں صبح سوا گیارہ بجے انتقال کر گئے، آپ کی نماز جنازہ امریکی نژاد دانشور ڈاکٹر یوسف ضیا کو اک جی نے پڑھائی، جو شمالی ٹیکساس کے اسلامک ایسوسی ایشن کے امام ہیں۔ ۱۸ دسمبر ۲۰۰۲ء کو ڈیڑھ بجے دن ان کی تدفین ہوئی (۲۶)۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

قرآنی خدمات :

ڈاکٹر صاحب زندگی بھر تصنیف، تالیف اور ترجمہ میں مشغول رہے اور یہ سرمایہ حیدرآباد دکن، کراچی، پیرس، اور امریکہ میں پھیلا ہوا ہے، شاہ بلیغ الدین کے مطابق ڈاکٹر صاحب کا اپنا بیان ہے کہ ان کے ایک ہزار سے زائد مقالات اور ۱۶۴ تصنیفات، تالیفات، تراجم اور نظرثانی شدہ کتب ہیں (۲۷)۔

ایماں کی حرارت ہے تصانیف میں ان کی بیمار دماغوں کے مسیحا نظر آئے
وہ ایسے مجاہد ہیں جو لڑتے ہیں قلم سے ملت پہ جہاں جہل کا غلبہ نظر آئے

لطف الرحمٰن کے مطابق ڈاکٹر صاحب کو بائیس زبانوں پر عبور حاصل تھا (۲۸)۔ جس میں سے مجھے نو زبانوں ۱۔اردو، ۲۔عربی، ۳۔فارسی، ۴۔انگریزی، ۵۔فرانسیسی، ۶۔جرمنی، ۷۔اطالوی، ۸۔روسی، ۹۔حیدرآبادی کا علم ہوسکا ہے۔ اس میں سے چھ زبانوں میں آپ کی تالیفات شائع بھی ہوچکی ہیں، جس میں اردو، عربی، فرانسیسی، جرمنی، ترکی اور انگریزی شامل ہیں (۲۹)۔ ڈاکٹر صاحب کی تصانیف مختلف افراد کے تراجم کے ساتھ ۲۳ زبانوں میں شائع ہوچکی ہیں (۳۰)۔ جس میں مذکورہ زبانوں کے علاوہ ملیالم (۳۱) چینی، جاپانی (۳۲) شامل ہیں، آپ نے جن موضوعات پر لکھا ہے۔ ان میں ترجمہ وتفسیر قرآن، علوم القرآن، حدیث، فقہ، تاریخ، طب، سیرت النبی ﷺ اور اسلامیات شامل ہیں۔ لیکن میں اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے فقط قرآن کریم کے حوالہ سے ترجمہ وتفسیر اور تصحیح قرآن کریم کی خدمات کا مطالعہ پیش کر رہا ہوں۔

۱۔ Le Saint Coran،

القرآن المجید مع معانیہ بالفرنسیہ

فرانسیسی زبان میں ترجمہ وتفسیر قرآن یہ ترجمہ صفر ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۹۵۷ء میں شروع کیا گیا اور

صرف اٹھارہ ماہ کی مدت میں ۲۰/ سفر ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۹۵۸ء میں مکمل ہوا، ۲۰/ اکتوبر ۱۹۵۹ء میں پہلی دفعہ شائع ہوا[۳۳]۔ اس سے قبل اور اس کے بعد اب تک مسلم و غیر مسلم اسکالر کے فرانسیسی زبان میں مکمل و نامکمل ستر سے زائد ترجمے شائع ہوچکے ہیں[۳۴]۔ لیکن متعدد سوانح نگاروں جس میں ڈاکٹر رضوان علی ندوی، ڈاکٹر یوسف الدینؒ، ڈاکٹر محمد عبداللہ شامل ہیں نے اسے کسی مسلمان کا پہلا فرانسیسی ترجمہ قرار دیا ہے[۳۵]۔ حالانکہ یہ حقیقت کے بالکل خلاف ہے، خود ڈاکٹر حمید اللہ صاحبؒ کی فراہم کردہ معلومات کے مطابق فرانسیسی زبان میں قدیم ترین ترجمہ میثائل بوڈے (Michael Baudier) کا ہے جس کا زمانہ ۱۵۸۰ء تا ۱۶۴۵ء بقول ڈاکٹر صاحب یہ مستقل ترجمہ قرآن تو نہیں بلکہ اس کی کتاب ''ترکوں کے مذہب کی تاریخ'' (Historedelareligion Desturcs) مطبوعہ پاریس ۱۶۲۵ء میں بکثرت قرآنی آیات کا ترجمہ، مفہوم یا خلاصہ دیا گیا ہے، اچھا یا برا یہ سب سے پرانا ترجمہ ہے، جو فرانسیسیوں کو اپنی زبان میں پڑھنے کو ملا[۳۶]۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایک ترجمہ ۱۱۴۳ء میں اس سے بھی پہلے کیا گیا ہے، جسے فرانس کے راہب پطرس نرابلس (متوفی ۱۱۵۷ء) نے کیا ہے، جسے انگریز رابرٹ آف ریٹنا اور جرمن ہرمن آف ڈالیٹیا نے مکمل کیا لیکن یہ ۱۵۴۳ء میں سوئٹزر لینڈ سے شائع ہوا[۳۷]۔ عجیب بات یہ ہے احسان اوغلی کی ببلیوگرافی آف ہولی قرآن میں بھی ان دونوں تراجم کا ذکر نہیں کیا گیا ہے۔ اس کے مطابق قدیم ترین نامکمل تراجم میں کلاوڈ سیواری (Savary Claudeetienne) کا Moralede Mahomet کے نام سے ۱۷۸۴ء میں شائع ہوا۔(۳۷) اور لیف لوک (Lefloch Louis) کا Al Koran کے نام سے ۱۸۶۰ء میں شائع ہوا[۳۸]۔ مکمل تراجم میں قدیم ترین ترجمہ ڈورائرانڈرا (Duryer Andra) کا لال قرآن (Lal Coran) پہلی دفعہ ۱۶۴۷ء میں شائع ہوا[۳۹]۔ اس کے بعد تقریباً ۲۱ ایڈیشن شائع ہوئے، آخری ایڈیشن دو جلدوں میں ۱۷۷۵ء میں شائع ہوا[۴۰]۔ اسی طرح کلاوڈ سیواری (Claude Savary) کا ''لی قرآن'' کے نام سے دو جلدوں میں ترجمہ ۱۷۸۳ء میں پہلی دفعہ شائع ہوا۔ پھر تقریباً اٹھارہ ایڈیشن ۱۹۷۰ء تک شائع ہوئے[۴۱]۔ ڈاکٹر حمید اللہ صاحب لکھتے ہیں: یہ ترجمہ ادبی نقطہ نظر سے بہت عمدہ ہے۔ لیکن صحت کے لحاظ سے ناقابل اعتماد ہے[۴۲]۔

غیر مسلموں کے تراجم کے علاوہ مسلم اسکالرز کے بعض تراجم و تفاسیر ایسے ہیں جو ڈاکٹر صاحبؒ کے ترجمہ سے پہلے شائع ہوچکے ہیں۔ فہرست میں مسلم غیر مسلم کی صراحت نہیں، لیکن کچھ نام سے نمایاں ہیں، مثلاً احمد لامک (Ahmet Lamece) کا لی قرآن (Le Coran) کے نام سے ۱۹۳۲ء میں شائع ہوا[۴۳]۔ فاطمہ زاہدہ (Fatma Zahida) کا لال قرآن کے نام سے ۱۸۶۱ء میں شائع

ہوا(۴۴)۔ ڈاکٹر حمید اللہ صاحبؒ نے لکھا ہے اس میں صرف سورۂ فاتحہ ہے اور مسلمان کے فرضی نام سے مکاروں نے گپ شپ کا مجموعہ بنایا ہے(۴۵)۔ احمد تیجانی (Ahmed Tidjani) اور اوکٹاپل (Octave Pesle) نو مسلم نے مل کر لی قرآن کے نام سے ۱۹۳۶ء میں ایک ترجمہ شائع کیا(۴۶)۔ بقول ڈاکٹر حمید اللہؒ یہ ترجمہ برا نہیں(۴۷)۔ ۱۹۸۰ء تک اس کے مزید نو ایڈیشن شائع ہوئے(۴۸)۔ دو الجزائری مسلمانوں احمد الأعمش اور ابن داؤد نے فرانسیسی میں دھران الجزائر سے ۱۹۳۱ء میں قرآن کریم کا ترجمہ کرکے شائع کیا جو بہت مقبول ہوا(۴۹)۔ قدیرہ (Ghedira) ایک تونسی مسلمان کا فرانس کے شہر لیون میں ۱۹۵۶ء میں ایک ترجمہ اہتمام سے آرٹ پیپر پر چھپا ہے(۵۰)۔ لہٰذا یہ دعویٰ درست نہیں کہ ڈاکٹر صاحب نے پہلا ترجمہ کیا ہے۔ خود ڈاکٹر صاحب کے ترجمہ کے بعد بھی متعدد مسلم و غیر مسلم اسکالرز کے تراجم شائع ہوچکے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کی ابتدائی تحقیق کے مطابق فرانسیسی میں ۲۶ ترجمے ہوئے ہیں(۵۲)۔ فرانسیسی ترجمہ قرآن کے مقدمہ میں ۳۶ سے زیادہ تراجم و تفاسیر کا ذکر کیا ہے(۵۲)۔ ۱۹۸۸ء کی آخری تحقیق کے مطابق ۷۰ سے زائد تراجم و تفاسیر شائع ہوچکے ہیں(۵۳)۔ احسان اوغلی نے ورلڈ ببلیوگرافی میں ۱۴ مکمل تراجم و تفاسیر کے ۱۱۶ ایڈیشن کا تعارف کرایا ہے(۵۴)۔ اور ۱۸/ ۱ نامکمل تراجم و تفاسیر کے ۲۰ ایڈیشن کا تعارف کرایا ہے(۵۵)۔ جس میں ڈاکٹر حمید اللہ صاحب کے مذکورہ ترجمہ قرآن کے گیارہ ایڈیشنوں کا تعارف کرایا گیا ہے(۵۶)۔

فرانسیسی ترجمہ قرآن کا پس منظر:

اس ترجمہ کا پس منظر بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحبؒ لکھتے ہیں: ''۱۳۷۷ھ/ ۱۹۵۷ء کی بات ہے کہ ایک دن کسی اجنبی نے دروازے پر گھنٹی بجائی، معلوم ہوا کہ رتینے نامی نشریات کے مالک ہیں، کہنے لگے کہ میں قرآن مجید کا عربی متن اور ترجمہ چھاپنا چاہتا ہوں، اور پروفیسر ماسینیوں نے آپ کا پتہ دیا ہے، اور یہ فرمائش کی کہ میں ساواری کے ترجمہ کی نظرثانی کردوں، دو ہفتوں کے بعد اس کا نمونہ لے گیا، اور آج تک پھر اس کے متعلق کوئی اطلاع نہیں دی۔ اس کے چند ماہ بعد ایک اور کمپنی Club Forancais Dulivre کے ڈائریکٹر نے پروفیسر ماسینیوں کے ہی حوالہ سے ملاقات کی اور کہا ہم نے حال ہی میں بائبل کا ایک نیا ترجمہ شائع کیا ہے، جو مقبول ہوا ہے، ہم چاہتے ہیں کہ قرآن مجید کا بھی ایک نیا فرانسیسی ترجمہ شائع کریں۔ میں نے کہا کہ اگر کوئی فرانسیسی ایک اجنبی کے ترجمے میں ''بوئے کچوری می آید'' کہنے لگے، معیاری ترجمہ تو وہی ہوتا ہے، جو کوئی ایسا فرانسیسی ادیب کرتا جو عربی پر بھی عبور رکھتا اور مسلمان بھی ہوتا، مگر یہ چیز عنقا ہے، اس لئے اس کا

حل یہی ہے کہ ایک عربی دان مسلمان اور ایک فرانسیسی ادیب اشتراکِ عمل سے ترجمہ کریں اور ہم آپ کو ایسا آدمی مہیا کریں گے۔ میرے لئے یہ بڑی سعادت تھی، اس کا معاوضہ بھی کافی ملا، مگر میں نے یہ پوری رقم یہاں کی اسلامی انجمن ''مرکز ثقافت اسلامی'' کو دیدی، صفر ۱۳۷۷ء میں معاہدے پر دستخط ہوگئے اور یہ شرط قرار پائی کہ اٹھارہ مہینوں میں ترجمہ پورا کر دیا جائے۔ میں نے پاریس اور استانبول میں کام جاری رکھا اور میرے مسودے پر ''تمت بحمداللہ'' پاریس ۲۰؍ صفر ۱۳۷۸ھ اور ٹائپ شدہ مبیضے پر ایک ماہ بعد کی تاریخ ۷؍ ستمبر ۱۹۵۸ء درج ہے، جیسے جیسے کام ہوتا گیا اپنے رفیق کارموسیو لیتوری کو بھیجتا رہا، وہ ترمیم کرکے واپس کرتے رہے، نظرثانی بھی اسی طرح ان کو بھیجتا رہا، اس کے بعد ان کے مسکن شہر روبے (Roubaix) میں ان کے پاس جاکر دسمبر ۱۹۵۸ء اور جنوری ۱۹۵۹ء میں چند ہفتوں تک قیام کرکے شروع سے آخر تک مکرر تصحیح کرکے ناشر کے سپرد کر دیا گیا، اور انتظامی مراحل کے گزرنے کے بعد ۱۹۵۹ء میں کمپوز ہونا شروع ہوگیا، سات سو صفحے کے پروف ایک ماہ میں مل گئے''(۵۷)۔

طباعتی تفصیلات و ترمیمات:

اس کے پہلے ایڈیشن کی ۲۰؍ اکتوبر ۱۹۵۹ء کو طباعت مکمل ہوئی تھی، اس میں چھبیس نسخے خصوصی عمدہ کاغذ پر چھپے، اور ان پر حروف (A) تا (Z) بھی درج کئے گئے ہیں (یہ ناشر نے خاص لوگوں کو دیئے) مزید ایک سو نسخے بھی اچھے کاغذ پر چھپے، اور ان پر اعداد (C to II, I) اور یہ ناشر کمپنی کے مالکوں اور حصہ داروں کے لئے مخصوص کئے گئے، ان کے علاوہ بارہ ہزار نسخے چھپے جن پر ہندسے (۱،۲ تا ۱۲۰۰۰) درج ہیں، اور یہ ناشر کمپنی کے شرکاء کے لئے فروخت کے لئے پیش کئے گئے (ناشر کا نام ہے ''کتابوں کا فرانسیسی کلب'' Club Francais Du Livre اور اس کی نشریات صرف ان لوگوں کو فروخت کی جاتی ہیں، جو اس کلب کے ممبر بنیں، عام خریداروں کو نہیں)۔ ترجمہ چھپتے ہی ممبر ٹوٹ پڑے، جو کہ دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں ناشر ان کو ہر کتاب کی اشاعت کی اطلاع اور تفصیل دیتا ہے، چنانچہ اس ترجمہ کی خوبصورت طباعت اور خوبصورت زریں جلد کے باعث بارہ ہزار نسخے صرف دو ہفتوں میں بک گئے،خفیف اصلاح کے بعد دوسرا ایڈیشن نومبر ۱۹۵۹ء میں کلب ہی نے چھاپا، اس کا ایک چوری کا عکسی ایڈیشن قم میں بلا تاریخ چھپا، تیسرا اور چوتھا ایڈیشن ناشر کی اجازت سے پاریس کے مطبع قرطاجہ کے مسلمان مالک نے ۱۹۶۳ء میں چھاپا، ان میں سے ایک میں عربی متن بھی ہے، پاریس کے ایک غیر مسلم ناشر کتب Padoux نے ۱۹۶۵ء میں ایک نیا پانچواں ایڈیشن با اجازت چھاپا، اس

میں جو عربی متن ہے وہ ترکی کے ایک مشہور خطاط کا لکھا ہوا ہے، اور ترکی کے محکمۂ امور مذہبی نے اس کا عکس چھاپا تھا مگر اس فرانسیسی ناشر نے ترکی حکومت سے اجازت لینی ضروری نہ سمجھی، اس ایڈیشن کی دو جلدیں ہیں، ایک میں قرآن کا متن و ترجمہ، اور دوسری میں کچھ لغو تصویریں ہیں، اور گویا ترجمے کی ہمراہی جلد ہے، یہ مؤلف سے پوچھے بغیر نئے ناشر نے کیا تھا، چھٹا اور ساتواں ایڈیشن مؤلف کی نظر ثانی کے بعد اصل ناشر ہی نے ۱۹۶۶ء اور ۱۹۷۱ء میں شائع کیا، آٹھواں نظرثانی شدہ ایڈیشن عربی متن کے ساتھ ۱۹۷۳ء میں بیروت میں چھپا، اس کے ناشر نے اس کے دو مزید ایڈیشن بلاترمیم چھاپے، مگر ان پر تاریخیں درج نہ کیں، نواں چوری کا ایڈیشن ہے، جو تیسرے ایڈیشن کا عکس ہے، کتب خانۂ اشاعت اسلام، دہلی نے عربی متن کے ساتھ چھاپا، اور اس کے دو مزید ایڈیشن بلا تاریخ طبع ہوئے، اور یہ جزیرہ موریشس کے ایک مسلمان تاجر کے مصارف پر نکلے، دسواں ایڈیشن مؤلف کی نظرثانی سے عربی متن کے ساتھ بیروت سے دو جلدوں میں چھپا، اسی کو ۱۹۸۰ء میں حکومت قطر نے مکرر چھپوایا، گیارہواں ایڈیشن بلاترمیم بیروت میں ۱۹۸۱ء میں ایک جلد میں طبع ہوا، بارہواں ایڈیشن بعد نظرثانی ۱۹۸۳ء میں انقرہ میں چھپا ہے، ایک چوری کا ایڈیشن جس میں باہر دسواں ایڈیشن لکھا ہے اور اندر گیارہواں ایڈیشن لکھا گیا ہے، بیروت میں چھپا ہے، مگر یہ حقیقت میں بیروت کے آٹھویں ایڈیشن کا عکسی چھاپا ہے، تیرہواں ایڈیشن مؤلف کی نظرثانی کے بعد ۱۹۸۵ء میں پچاس ہزار کی تعداد میں امریکہ میں چھپا ہے، چودہواں ایڈیشن مؤلف کے علم و اجازت کے بغیر ۱۹۸۵ء ہی میں بیلین Le Hennin نامی کمپنی نے شائع کیا، جو غالباً ایک پرانے ایڈیشن کا عکسی چھاپا تھا، اور جس میں عربی متن بھی لگایا جانا معلوم ہوا، یہ کمپنی افلاس کے باعث جلد ہی ٹوٹ گئی، اور مؤلف کو اس ایڈیشن کی صورت دیکھنے کا بھی موقع نہ مل سکا، اللہ کی مرضی، پندرہواں ایڈیشن مولف کی نظر جدید کے بعد اکتوبر ۱۹۸۸ء میں امریکہ میں طبع ہوا، اور اس کے مسلمان ناشر کا بیان تھا کہ مانگ کی کثرت کے باعث اس کے ایک لاکھ نسخے چھاپے جا رہے ہیں(۵۸)۔ ۱۹۹۲ء میں ڈاکٹر صاحب نے بیسویں ایڈیشن کے پروف پر نظرثانی کی(۵۹)۔ اس کے بعد مزید ایڈیشن شائع ہوچکے ہیں، جس میں سعودی عرب اور کویت سے بلا اجازت شائع ہونے والے نسخے بھی شامل ہیں، ڈاکٹر یوسف الدین کے مطابق اس ترجمہ کے دس لاکھ نسخے شائع ہوچکے ہیں(۶۰)۔ یہ تعداد ڈاکٹر حمید اللہ صاحب کی دی ہوئی تفصیلات کی روشنی میں بظاہر کچھ مبالغہ آراء معلوم ہوتی ہے، اسی طرح ڈاکٹر رجا عبدالمنعم کا یہ دعویٰ بھی کہ ۳ سال میں ۱۵/ ایڈیشن شائع ہوئے، درست معلوم نہیں ہوتا(۶۱)۔ میرے پیش نظر تبصرہ و تعارف کے لئے جو نسخہ ہے اس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے۔ صفحہ اول پر عنوان ہے۔ ''**القرآن المجید مع معانیه**

و بالفرنسية، نقله و حشاه محمد حميد الله، بمساعده" ۔ م ۔ اللیتو رمی، ۱۹۷۳ء مطابق ۱۳۹۳ھ"
دوسرے صفحہ پر فرانسیسی میں اس عنوان کا ترجمہ ہے۔ Le Saint Coran، ڈاکٹر صاحب نے ۱۹۷۳ء میں اس آٹھویں ایڈیشن پر نظرثانی کی، ہلال یا ینلری جن کے پاس حق طباعت تھا، انہوں نے صالح اوزجان بیروت سے شائع کروایا، ترجمہ کے آغاز میں تقریباً ساٹھ صفحات پر فرانسیسی میں تحقیقی مقدمہ ہے، پھر ۸۵۱ صفحات پر ترجمہ و تفسیر ہے، جس میں قرآن کریم کا متن بائیں صفحہ پر اور ترجمہ و تفسیر دائیں صفحہ پر ہے، دونوں صفحات کو ایک ہی نمبر دیا گیا ہے، گویا مجموعی صفحات ساڑھے نو سو سے زائد ہیں، اس نسخہ میں مقدمہ مع حواشی ساٹھ صفحات پر مشتمل ہے(۶۳)۔ جس میں درج ذیل عنوانات زیر بحث آئے ہیں۔ قرآن کریم کا مؤلف، الہام ربانی کا مفہوم مختلف ملتوں میں، نزول وحی کی کیفیت، قرآن و حدیث کا فرق، قرآن کریم کا اسلوب بیان اور اس اسلوب کا مقصد، مندرجات قرآنی، قرآن کریم میں یہودیوں سے زیادہ خطاب کیوں ہے، قرآنی تصور حیات اور اقسامِ احکام، عورت کا ذکر قرآن میں، غلامی اور قرآن، سیرت نبویہ ﷺ قرآن کریم کی روشنی میں، قرآنی اشاروں کا تاریخی پس منظر، قرآن مجید کی تدوین کی تاریخ و ترتیب آیات وسورت ہائے قرآنی، عربی خط اور اعراب، دیگر علاماتِ تحریری، قرآن کے نسل بہ نسل تحفظ کا دہرا طریقہ یعنی تحریر و حفظ، صحتِ متن کے لئے استاذ سے سماع و اجازت، اختلاف روایات، مسئلہ تنسیخ و تبدیل، تجوید و تلاوت، تراجم قرآنی، جن کا آغاز صحابۂ کرامؓ نے فرمایا(۶۳)۔ ان کی تاریخ مع اصل حوالوں کے بیان کی گئی ہیں، نئے ایڈیشن میں ڈاکٹر صاحب نے جو اضافات کئے ہیں اس کے بارے میں خود لکھتے ہیں: نئے زیرِطبع ایڈیشن میں اس سند کا فوٹو بھی شامل کر رہا ہوں جو مسجد نبوی ﷺ کے شیخ القراء نے اس گنہگار کو شروع سے آخر تک پورا قرآن مجید ان کو سنانے کے بعد عطا فرمائی تھی، اس میں نسلاً بعد نسلٍ سارے اساتذہ کا ذکر ہے، اور آخری مرحلے میں حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت ابن مسعود، حضرت اُبی بن کعب اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم پانچ صحابیوں سے سننے کا ذکر ہے اور اس سے اوپر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آتے ہیں(۶۴)۔ اس مقدمہ کے بعد درج ذیل پچاس زبانوں کے تراجم کا تعارف کروایا گیا ہے۔ جس میں مکمل و نامکمل تراجم شامل ہیں، مشرقی زبانوں کے تراجم کی فہرست طوالت سے بچنے کے لئے شامل نہیں کی ہے(۶۵)۔ دوسری وجہ غالباً یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے اس پر مستقل کام ''القرآن فی کل لسان'' کے عنوان سے کیا ہے، اس لئے ضرورت محسوس نہیں کی ہوگی(۶۶)۔

نمبر شمار	زبان	تراجم کی تعداد	نمبر شمار	زبان	تراجم کی تعداد	نمبر شمار	زبان	تراجم کی تعداد
-1	Afrikaans	05	-2	Al Banais	04	-3	Al Jamiado	36
-4	Al Lemand	46	-5	Anglais	86	-6	Argonien	01
-7	Basque	01	-8	Bohemien	05	-9	Bosnique	19
-10	Breton	02	-11	Bulgare	02	-12	Castillan	01
-13	Catalan	02	-14	Croate	01	-15	Banois	04
-16	Espagnol	19	-17	Esperanto	05	-18	Estonien	01
-19	Finnois	01	-20	Flamand	02	-21	Francais	36
-22	Frison	03	-23	Gaelic	01	-24	Grec	05
-25	Hollandais	07	-26	Hongrois	06	-27	Irlandiais	01
-28	Italien	12	-29	Jiddisch	01	-30	Laplandais	01
-31	Latin	43	-32	Latvien	01	-33	Lowlandais	01
-34	Macedoine	01	-35	Montenegrin	01	-36	Norvegien	02
-37	Platt-Deutsch	03	-38	Polonais	08	-39	Portugais	06
-40	Provencal	01	-41	Romansch	01	-42	Roumain	01
-43	Russe	12	-44	Serbe	01	-45	Slovene	01
-46	Suedois	06	-47	Teheque	01	-48	Turclatinse	33
-49	Volapuk	01	-50	Yougoslave	01			

ترجمہ وتفسیر کی خصوصیات:

ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحبؒ لکھتے ہیں: اس کی طباعت دو رنگی ہے، ترجمہ الگ رنگ میں ہے اور حواشی الگ رنگ میں، تاکہ باطنی تقدس کے ساتھ ظاہری حسن سے بھی آراستہ ہو، حواشی میں اس کی کوشش کی گئی ہے کہ جہاں کہیں توریت، انجیل، زبور کے حوالے ہیں یا قرآنی قصے ہیں ان کے مکمل حوالے دیئے گئے ہیں، حجاب اور تعدد ازواج وغیرہ کے احکام میں توریت و انجیل کے حوالے بھی دیئے گئے ہیں۔ "وانه لفی زبرالاولین" کے سلسلے میں حضرت ادریسؑ سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہما السلام تک کے اقوال پارسی اور ہندو کتب مقدسہ کے مکمل حوالے ہیں، اور دوسرے جو فوائد ذہن میں آئے وہ بھی درج کیے گئے ہیں[٦٧]۔ ڈاکٹر محمد سعود عالم قاسمی لکھتے ہیں: فرانسیسی زبان میں اس ترجمہ کو وہی مقبولیت اور شہرت حاصل ہے جو انگریزی میں عبداللہ یوسف علی کے ترجمہ کو حاصل ہے[٦٨]۔ پروفیسر ڈاکٹر محمود احمد غازی صاحب لکھتے ہیں: ایک مرتبہ ڈاکٹر حمید اللہ صاحبؒ نے مجھے لکھا آج کل میں اپنے فرانسیسی ترجمہ پر نظرثانی کر رہا ہوں، آپ یہ بتائیں عربی زبان میں یا ویلتا، یاویلتنا اور یاویلنا میں کوئی فرق ہے یا نہیں اور اگر فرق ہے تو اس کو فرانسیسی یا انگریزی میں کیسے بیان کیا جائے؟ سچی بات یہ ہے کہ یہاں جتنے بھی عربی دان یا اساتذہ تھے (میں کسی کی تحقیر نہیں کرتا) سب سے میں نے بات کی۔ اوّل تو اکثر کے ذہن میں یہ سوال پہلی مرتبہ آیا تھا کہ ان میں فرق بھی ہے؟ واقعہ یہ ہے کہ فرق تو ہے عربی کے تین الگ الگ الفاظ ہیں، قرآن پاک نے تین سیاقوں میں یہ تین الفاظ استعمال کئے ہیں تو کیوں کئے ہیں؟ کافی غور و خوض کے بعد یا ویلتنا اور یاویلنا کا فرق تو سمجھ میں آ گیا لیکن اس کو انگریزی میں کیسے بیان کیا جائے غالبًا انگریزی زبان اس کی متحمل نہیں ہوسکتی۔ فرانسیسی میں کیسے استعمال کیا جائے، یہ ڈاکٹر صاحب کو بہتر معلوم ہوگا، اس واقعہ سے یہ اندازہ کرانا مقصود ہے کہ عام مترجمین قرآن بلکہ بڑے بڑے مترجمین قرآن کریم نے یا کسی نے بھی یا ویلتنا اور یاویلنا کے ترجمہ میں کوئی فرق نہیں کیا، اس لئے انگریزی زبان میں ہو ہی نہیں سکتا تھا[٦٩]۔ اس سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے ڈاکٹر صاحب نے ترجمہ میں کتنی عرق ریزی سے کام لیا ہے۔

لطف الرحمٰن فاروقی لکھتے ہیں: دعوت کے میدان میں ان کا عظیم کارنامہ قرآن مجید کا فرانسیسی ترجمہ ہے، جو مغربی دنیا میں غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے۔ یہ ترجمہ فرانس کے علاوہ افریقہ کے فرانسیسی بولنے والوں میں غیر معمولی طور پر مقبول ہے، ابلاغ کی ادبی خوبصورتی کے حوالہ سے اس ترجمہ کو بے حد مقبولیت حاصل ہے۔ اہل مغرب میں اسلام کی ترویج و تفہیم کی پیش رفت میں جو مدد

قرآن کریم کے اس فرانسیسی ترجمہ سے ملی ہے اور کسی ذریعہ سے ممکن نہیں تھی[۷۰]۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنے مختلف مقالات میں قرآنی آیات کی تفسیر میں بھی لکھی ہیں۔ یہ تفسیریں اس ترجمہ کے ساتھ موجود تفسیر سے جدا ہیں۔ ۱۔مثلاً سورۂ قریش کی ایک تفسیر جو ماہنامہ البلاغ کراچی[۷۱] کے دس صفحات پر شائع ہوئی ہے وہ اس تفسیر میں موجود نہیں ہے بلکہ صرف آٹھ سطروں میں تفسیر بیان کی گئی ہے[۷۲]۔ ۲۔اسی طرح قرآنی آیت مائدۃ/۹۱ کی جو تفسیر ماہنامہ الحق[۷۳] کے شماروں میں چھپی ہے وہ تفسیر میں موجود نہیں ہے۔۴۔سورۂ یٰس/۸۰ کی تفسیر کہ بعض درخت ایسے ہیں جن سے آگ لگ جاتی ہے اور یہ درخت آسٹریلیا میں ہیں، جہاں ان میں ہرسال گرمیوں کے موسم میں باہمی ٹکرانے سے آگ لگ جاتی ہے اور جنگل کا وسیع رقبہ جل کر تباہ ہوجاتا ہے[۷۵]۔ ۵۔سورۂ الصفت/۱۰۳ میں جبین کی تعیین کہ اس سے چت لٹا کر ذبح کرنا مراد نہیں بلکہ الٹا لٹا کر ذبح کرنا مراد ہے[۷۶]۔ میرے خیال میں اس ترجمہ پر موجود تفسیر کو ''حواشی'' کا عنوان دینا زیادہ مناسب ہوگا، اس لئے کہ ڈاکٹر صاحب نے زیادہ توجہ ترجمہ پر دی ہے، تفسیر پر نہیں۔

۲۔ جرمن ترجمہ قرآن کریم:

ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ کے بارے میں آپ مطالعہ کرچکے ہیں کہ انہیں جن زبانوں پر عبور حاصل تھا ان میں سے ایک جرمن زبان بھی تھی، جرمن زبان میں قرآن کریم کے متعدد ترجمے کئے گئے ہیں، محمد عبداللہ منہاس کے مطابق (مکمل و جزئی) ۱۲/ ترجمے ہوئے ہیں، پہلا ترجمہ مشہور جرمن مصلح اور پروٹسٹنٹ فرقہ کے بانی مارٹن لوتھر (Martin Luther) (ولادت ۱۰/ نومبر ۱۴۸۳ء) نے کیا ہے[۷۷]۔ محمود شاہ گیلانی کے مطابق ۱۶/ ترجمے ہیں[۷۸] ورلڈ ببلیو گرافی کے مطابق ۱۴/ مکمل[۷۹] اور ۱۹/ نامکمل تراجم شائع ہوئے ہیں[۸۰]۔ مرتب احسان اوغلی کے مطابق سالومون شوگیر (Salomon Schweigger) کا پہلا جرمن ترجمہ ہے۔ جو اٹلی زبان سے کیا گیا اور ۱۶۱۶ء میں شائع ہوا[۸۱]۔ ڈاکٹر حمید اللہ صاحبؒ کی پہلی تحقیق کے مطابق جرمن میں ۴۹ مکمل تراجم کئے گئے ہیں[۸۲]۔ مظہر ممتاز قریشی کے مطابق ڈاکٹر صاحب نے فرانسیسی ترجمہ کے (مذکورہ بالا) مقدمہ میں ۶۰ رجرمن تراجم کا ذکر کیا ہے[۸۳]۔ لیکن میرے زیر تبصرہ جو نسخہ ہے اس کی فہرست آپ نے ملاحظہ کی اس میں جرمن تراجم کا ذکر نہیں ہے[۸۴]۔ ممکن ہے بعد کے ایڈیشن میں اضافہ کیا گیا ہو۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب نے ان تراجم کے باوجود نئے ترجمہ قرآن کریم کی ضرورت محسوس کی اور سورۂ الانعام چھٹے پارہ تک ترجمہ کیا، لیکن دیگر مصروفیات کے سبب اس ترجمہ کو مکمل نہیں کرسکے[۸۵]۔ یہ

ترجمہ کیسا ہے اور اب کس حال میں ہے؟ اس کی تفصیلات کا کسی سوانح نگار نے کوئی ذکر نہیں کیا ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ کسی بھی قرآنی تراجم کی ببلیو گرافی میں اس ترجمہ کا ذکر نہیں ہے۔

۳۔ انگریزی ترجمہ قرآن:

جناب لطف الرحمٰن فارروقی صاحب نے ڈاکٹر حمید اللہ صاحبؒ کے انگریزی ترجمہ قرآن کریم کا بھی ذکر کیا ہے، لیکن اس کا مأخذ یا تعارف پیش نہیں کیا ہے؟(۸۶) موصوف کے علاوہ کسی بھی سوانح نگار نے اس ترجمہ کا ذکر نہیں کیا ہے۔

۴۔ القرآن المجید، مصحف سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ عکوس نسخہ سمرقند:

ڈاکٹر حمید اللہ صاحبؒ نے اس نسخہ کو ایڈٹ کر کے شائع کیا ہے۔ یہ نسخہ نامکمل ہے۔ سورۂ بقرۃ آیت/۷، کے آخری حصہ سے آغاز ہوتا ہے اور سورۂ الزخرف/۴۳ کی دوسری آیت کے آغاز پر ختم ہوجاتا ہے، مجموعی صفحات ۷۲۵/ ہیں۔ یہ نسخہ کراچی میں عبدالعزیز عرفی ایڈوکیٹ کی مسجد گیلانی میں محفوظ ہے۔ جس سے میں نے استفادہ کیا ہے۔ٹائٹل اس طرح ہے۔

القرآن المجید

(مصحف سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ عکوس نسخہ سمر قند Editior: Dr. Muhammad Hamidullah المرکز الثقافی الاسلامی Publisher Ayesha Begum(87))

صفحہ کے نچلے حصہ پر اسٹیکر چپکا ہے، اس پر یہ پیراگراف درج ہے: Dustar-E-Deccan Enterprisesinc P.O. Box: 5183 Santa Monica California. 90409 (213) 396-8696, Second Edition 1993-1414, دوسرے صفحہ پر غالبًا روسی زبان میں ٹائٹل ہے۔ اس کے نیچے انگریزی زبان میں یہ عبارت ہے۔

Coran

Coufique Samar Cand, St. Peters Bourg 1905

اسی کے ساتھ یہ وضاحت کی گئی ہے کہ یہ خلیفہ عثمانؓ کی کاپی ہے۔تیسرے صفحہ پر دو ابتدائیے (Preface) ہیں۔ پہلا ابتدائیہ طبع اوّل کے حوالہ سے عائشہ بیگم نے لکھا ہے۔ محترمہ لکھتی ہیں:

''یہ خلیفہ عثمانؓ کی کاپی ہے۔ جو تاشقند روس سے ۱۹۵۰ء میں شائع ہوئی، اصل کاپی کا

سائز 19 1/2x 26 1/2 تھا اور ہارڈبائنڈنگ میں شائع ہوئی تھی۔ پرینیٹ یونیورسٹی Prineent University نے اس نسخہ کی مائکروفلم بھی قارئین کے لئے جاری کی ہے۔

اس طباعت میں کچھ نقائص تھے، جن کی طرف ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے محترمہ کو متوجہ کیا۔ محترمہ کی درخواست پر ڈاکٹر صاحب نے اس نسخہ کو ایڈٹ کیا، طبع دوم کے دوسرے ابتدائیہ میں ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں:

پہلی طباعت دیکھ کر مجھے دلی صدمہ ہوا۔ لہٰذا میں نے اسے ایڈٹ کیا۔ اس کا اصل نسخہ ۱۸۶۹ء میں سمرقند سے پیٹرس برگ (Petersburg) منتقل کیا گیا۔ ۱۹۰۵ء میں اس کا عکس شائع کیا گیا۔ جس کے متن کا بہت بڑا حصہ غائب ہے۔ ۱۹۲۴ء میں مسلم کمیونٹی نے اس نسخہ کی واپسی کا مطالبہ کیا، جو پورا ہوا اور یہ نسخہ تاشقند سے سمرقند آ گیا۔

چوتھے اور پانچویں صفحہ پر ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے مختصراً اس نسخہ کا تعارف کروایا ہے۔ اور ۱۴۰۱ھ میں اس نسخہ کو ایڈٹ کرنے کا ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد تاریخ جمع قرآن و مصحف عثمانی کی کاپیوں کا تذکرہ ہے۔ چھٹے صفحہ سے قرآن کریم کا آغاز ہوتا ہے۔ ہر صفحہ کے ایک جانب صحیفہ عثمانی کا عکس ہے اور اسی صفحہ پر اس کے بالمقابل مروجہ قرآنی رسم خط میں متعلقہ آیات ہیں۔ مثلاً مصحف عثمانی کا آغاز سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۷ کے اس جملہ سے ہوتا ہے۔

وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ....

مصحف کے درمیان میں سے بھی بہت سی آیات بلکہ پوری پوری سورتیں غائب ہیں۔ مثلاً صفحہ ۳۶ر پر سورہ بقرہ کی آیت ۱۷۷ر کا بیشتر حصہ ۱۷۸ر کا مکمل حصہ اور ۱۷۹ر کا کچھ حصہ غائب ہے۔ اسی طرح ص/۳۹ تا ۴۴، سورۂ بقرۃ کی آیت ۱۸۷ تا ۲۱۲ غائب ہے۔ سورۂ آل عمران کا آغاز ہوتا ہے، لیکن آیت نمبر ۴۴ تک مکمل حصہ غائب ہے۔ سورۂ یونس مکمل غائب ہے۔ سورۂ ہود کا جو حصہ موجود ہے اس کی اکثر آیات کے الفاظ کٹے ہوئے ہیں۔ سورۂ الزخرف/۴۳ کی دوسری آیت کے پہلے جملہ پر مصحف عثمانی مکمل ہوتا ہے۔

....حمٓ (۱) وَالْكِتٰبِ

گویا اس مصحف کے ۷۲۵ صفحات میں قرآن کریم کا صرف تیس پینتیس حصہ ہے۔ باقی غائب ہے۔ البتہ جہاں جہاں سے مصحف عثمانی کا حصہ غائب ہے وہاں ڈاکٹر صاحب نے "مفقود فی المخطوطة" لکھدیا ہے۔ جیسا کہ میں اوپر واضح کرچکا ہوں مذکورہ نسخہ بڑے سائز کی تقطیع میں تھا۔

ڈاکٹر صاحب نے اسے چھوٹی تقطیع میں لانے کے لئے کاٹ کاٹ کر پیسٹ کیا ہے۔ قاری کی آسانی کے لئے بالمقابل موجودہ و مروجہ قرآنی رسم خط بھی لکھدیا ہے تاکہ مصحف کے رسم خط کو پڑھنا و سمجھنا آسان ہو جائے۔ ڈاکٹر محمد سعود عالم قاسمی صاحب خطبات بہاولپور کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

> مصحف عثمانی کے سات میں سے تین نسخے محفوظ ہیں ایک نسخہ تاشقند (ازبکستان) دوسرا انڈیا آفس (لندن) تیسرا استنبول (ترکی) ڈاکٹر صاحب نے ان تین نسخوں کی تحقیق و تقابل کیا ہے (پھر مذکورہ مصحف شائع کیا ہے)(۸۸)

قاسمی صاحب نے ڈاکٹر صاحب کے حوالہ سے جو لکھا ہے وہ میری تحقیق کے مطابق درست نہیں ہے۔ سب سے پہلے خطبات بہاولپور میں اس مصحف کے حوالہ سے ڈاکٹر صاحب نے جو لکھا ہے اس کا خلاصہ پیش خدمت ہے۔

> ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں: حضرت عثمانؓ نے قرآن کریم کی سات کاپیاں تیار کرائیں، ان میں سے کچھ اب تک محفوظ ہیں، ثبوت کوئی نہیں، لیکن یہ روایت ہے کہ انہی نسخوں میں سے ایک نسخہ تاشقند میں ہے، یہ پہلے دمشق میں تھا، جب تیمورلنگ نے اس شہر کو فتح کیا تو اس نسخہ کو سمرقند لے گیا، جب روس نے سمرقند کو فتح کیا تو روسی کمانڈر نے اسے سینٹ پیٹرس برگ منتقل کر دیا۔ جو بعد میں لینن گراڈ کہلایا، کمیونسٹ انقلاب کے بعد بہت سے افراد نے روس چھوڑ دیا، ان میں سے ایک صاحب جنرل علی اکبر توپچی جو پیرس آگئے تھے، انہوں نے مجھے بتایا کہ زار کے قتل کے وقت میں پیٹرس برگ میں موجود تھا، میرے حکم پر ایک کمانڈر نے مصحف عثمانی کا نسخہ وہاں سے نکالا اور تاشقند ترکستان تک پہنچایا(۸۹) زار کے زمانہ میں اس نسخہ کی فوٹو لے کر پچاس نسخے شائع کئے گئے تھے۔ یہ نسخے ایک گز لمبی تقطیع پر تھے ان پچاس نسخوں میں سے میرے علم کے مطابق چند نسخے محفوظ ہیں۔ ایک امریکہ میں دوسرا لندن (انگلستان) میں، تیسرا کابل (افغانستان) میں چوتھا مصر میں ہے۔ اس کے علاوہ اس کی مائیکروفلم بھی میرے پاس ہے۔ (یعنی پچاس کاپیوں میں سے کسی ایک کی) تاشقند کے نسخہ کے علاوہ دوسرا مصحف عثمانی کا نسخہ استنبول توپ کاپی سرائے میوزیم میں موجود ہے۔ میں نے خود دیکھا ہے اس میں سورۃ بقرہ کی آیت **فسیکفیھم اللہ** پر سرخ دھبے پائے جاتے ہیں اور کہتے ہیں یہ حضرت عثمانؓ کا خون ہے۔ کیونکہ وہ جس وقت تلاوت کر رہے تھے اس وقت انہیں شہید کر دیا گیا تھا۔ استنبول کے نسخہ کے علاوہ تیسرا مصحف عثمانی کا نسخہ انڈیا آفس لائبریری میں ہے اس کا فوٹو میرے

پاس ہے۔ اس پر ہمارے مغل بادشاہوں (اکبر) کی مہر ہے ان (تینوں) نسخوں کے خط اور تقطیع میں کوئی فرق نہیں ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے تینوں نسخے ہم عصر ہیں۔ جھلی پر لکھے گئے ہیں، کاغذ پر نہیں ممکن ہے حضرت عثمانؓ کے نسخے ہوں(۹۰)۔

ڈاکٹر صاحبؒ کے اپنے بیان سے واضح ہو جاتا ہے کہ استنبول کے نسخہ کی کوئی کاپی یا فلم ڈاکٹر صاحب کو نہیں ملی، میرا خیال ہے ڈاکٹر صاحب نے اس نسخہ کو ایڈٹ کرتے ہوئے اسی تاشقند کے مصحف کی غالباً چار مطبوعہ کاپیوں اور مائیکروفلم کو پیش نظر رکھ کر ایڈٹ کیا ہے۔ نہ کہ مصحف عثمانی کے تینوں اوریجنل نسخوں کو پیش نظر رکھ کر(۹۱)۔

تاشقند کے مصحف عثمانی کا جائزہ:

جیسا کہ آپ نے ملاحظہ کیا ڈاکٹر حمید اللہ صاحبؒ نے اپنے بیان میں کوئی بات یقینی طور سے نہیں کہی ہے کہ یہ مذکورہ نسخہ مصحف عثمانی ہے یا نہیں؟ دراصل اس بارے میں مؤرخین میں شدید اختلاف ہے جس کا خلاصہ یہاں پیش کیا جا رہا ہے۔ لیکن سب سے پہلے یہ جاننا چاہئے کہ مصحف عثمانی کی خصوصیات کیا ہیں۔

مصحف عثمانی کی خصوصیات:

مولانا ابوالحسن اعظمی صاحب صدر المدرس شعبہ تجوید و قرأت دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں سیدنا عثمانؓ کے مصاحف کی پہلی خصوصیت یہ تھی کہ وہ ان زیادات سے پاک تھے جن کو توضیح و تفسیر تفصیل مجمل یا اثبات محذوف کے طور پر بڑھایا گیا تھا، دوسرے یہ کہ انفرادی مصاحف میں جو شاذ کلمات تھے انہیں بھی خارج کر دیا گیا، تیسرے یہ کہ مصاحف عثمانی میں آیتوں اور سورتوں کی ترتیب وہی ہے جو موجودہ قرآنی نسخوں میں ہے، چوتھے یہ کہ مصاحف عثمانی نقطے اور اعراب سے خالی رکھے گئے تھے، جن سے فائدہ یہ تھا کہ مختلف قرأت پڑھی جاسکتی تھیں(۹۲)۔

تاشقند کے مصحف عثمانی نہ ہونے پر اہل علم کی آراء و دلائل:

طٰہٰ ولی نے روسی مستشرق کرائشکوفسکی (۱۸۸۳ء۔۱۹۵۱ء) کے حوالے سے لکھا ہے موصوف کی تحقیق کے مطابق یہ دوسری صدی ھجری کا مخطوطہ ہے۔ مصحف عثمانی نہیں ہے۔ اسی رائے کا اظہار شہاب الدین مارجانی نے اپنی کتاب ”الفوائد المهمة“ میں کیا ہے اور ابوعبید قاسم بن سلام

(م ۲۲۴ھ/ ۸۳۸ء) کے اس بیان کو بنیاد بنایا ہے جس میں انہوں نے مصحف عثمانی کا بغور مطالعہ کرنے کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ مصحف عثمانی میں کلمۂ ''لا'' سطر کے آخر میں اور کلمہ ''حین'' دوسری سطر کے شروع میں ہے۔ ان کی مراد ''ولات حین مناص'' (۹۳) ہے۔ مارجانی کے مطابق تاشقند کا نسخہ اس کے مطابق نہیں ہے۔ دوسری دلیل یہ دی ہے تاشقند کے نسخہ میں حروف کی علامات، اعراب، وقوف، آیات اور سورتوں کے نام وغیرہ کا کوئی اندراج نہیں ہے۔ اور تیسری دلیل یہ دی ہے کہ خود روس کے علماء اس نسخہ کو پڑھنے پر قادر نہیں ہیں (۹۴)۔ اسی قسم کے خیالات کا اظہار شیخ اسماعیل مخدوم نے اپنی کتاب ''المصحف العثمانی'' میں اور مارجانی نے وفیات الاسلاف میں ملا عبدالرحیم بن عثمان اوتوز کے ذیل میں کیا ہے (۹۵)۔ مشہور عالم شیخ موسیٰ جار اللہ روستو فدوئی جو تاریخ القرآن و المصاحف کے مصنف ہیں اور ان کی یہ کتاب ۱۹۰۵ء میں پیٹرس برگ ہی سے شائع ہوئی ہے۔ موصوف نے اپنے سفرنامہ ''السیاحۃ فیما وراء النہر'' میں مصحف عثمانی ہونے سے انکار کیا ہے اور دلیل یہ دی ہے کہ یہ نسخہ بہت بڑا ہے جبکہ مصحف عثمانی صرف دو بالشت چوڑا اور کچھ لمبا تھا، ڈاکٹر عبدالرحمٰن کیالی نے بھی اس خیال کی تائید کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ کیسے ممکن ہے استنبول اور تاشقند دونوں نسخوں پر خون عثمان کے نشانات ہوں (۹۶)۔

دلائل کا تجزیہ:

قاسم بن سلام کے موقف میں وزن معلوم نہیں ہوتا ہے اس لئے کہ مصحف عثمانی کی ساتوں کاپیاں ہاتھ سے لکھی گئیں کسی مؤرخ نے یہ نہیں لکھا ہے کہ ساتوں کاپیوں کے پیراگراف ہر ہر صفحہ پر وہی تھے جس جملہ پر ایک نسخہ کا صفحہ مکمل ہوتا تھا اسی جملہ پر دیگر نسخوں کے صفحے مکمل ہوتے تھے۔ یہ طباعت میں ممکن ہوتا ہے کتابت میں مشکل ہوتا ہے، ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے لکھا ہے ساتوں نسخے ایک ایک کرکے مسجد نبوی میں باآواز بلند لوگوں کو سنائے گئے، پھر مختلف علاقوں میں بھیجے گئے (۹۷)۔ گویا خصوصی توجہ الفاظ کی صحت کی طرف تھی۔ صفحات کی یکسانیت یا رموز کی جانب نہیں تھی۔ تیسری دلیل میں بھی وزن نہیں اس لئے کہ مصحف عثمانی کو علماء روس تو کیا شاید آج کے علماء عرب بھی نہ پڑھ سکیں، الا یہ کہ وہ حافظ قرآن یا عربی گرائمر پر عبور رکھنے والا ہو۔ جہاں تک آخری اعتراض کا تعلق ہے۔ اس کا جواب ڈاکٹر حمید اللہ کے حوالہ سے آچکا ہے کہ تینوں مصاحف کی تقطیع (یعنی سائز) اور رسم الخط ایک ہے (۹۸)۔

تاشقند کے مصحف عثمانی ہونے پر اہل علم کی آراء و دلائل:

فلسطین کے مشہور محقق عبداللہ مخلص (۱۸۷۸ء ۔ ۱۹۴۷ء) نے بیروت کے رسالہ ''الکشاف''(۹۹) میں لکھا ہے مصحف عثمانی کا ایک نسخہ تاشقند میں تھا۔ لیکن موجودہ نسخہ اصل کی نقل ہے۔ موصوف نے اپنی تحقیق میں روس کے معروف مستشرق ماہر آثار قدیمہ شبونین پر اعتماد کیا ہے۔ جس نے لکھا ہے کہ اس کی کتابت اسلام کے ابتدائی دور میں اونٹ کی کھال پر ہوئی ہے۔ دمشق کے مجمع اللغۃ العربیۃ کے سابق صدر جعفر حسنی اس موجودہ نسخہ کو مصحف عثمانی قرار دیتے ہیں۔ ڈاکٹر عبدالرحمٰن کیالی کی بھی یہی رائے ہے، سویت یونین کے مشہور عالم شیخ مخدوم اسماعیل جنہوں نے اس مصحف پر محققانہ کتاب ''تاریخ المصحف العثمانی فی تاشقند'' لکھی ہے۔ اپنی تحقیق بیان کرتے ہیں۔

ہم کو اس دعویٰ کا پورا حق ہے کہ ہمارا مصحف بھی مصحف عثمانی میں سے ایک ہے(۱۰۰)۔

ابن قتیبہ (م ۸۸۹ء) نے اپنی کتاب ''عیون الاخبار'' میں لکھا ہے حضرت عثمانؓ کا ذاتی مصحف اولاد میں وراثتاً منتقل ہوتے ہوئے ''طوس'' کی سرزمین میں پہنچا، ایک طوس میں عجم میں ہے۔ ایک بخارا کے نزدیک، اغلب گمان بخارا کا ہے اس لئے کہ ابن بطوطہ نے اپنے سفرنامہ ''تحفۃ النظار فی غرائب الامصار و عجائب الاسفار'' میں مدینۃ البصرہ کے ذیل میں اہل بصرہ کی تعریف و مہمان نوازی کے ساتھ لکھا ہے یہ لوگ حضرت علیؓ کی مسجد میں جمعہ ادا کرتے ہیں جو کہ فقط جمعہ کو کھلتی ہے۔ اس مسجد میں وہ مصحف بھی ہے، جسے حضرت عثمانؓ تلاوت کرتے ہوئے شہید ہوئے، اس پر خون کا نشان ہے(۱۰۱)۔ محمد امین خانجی نے ''**معجم العمران فی المستدرک علی معجم البلدان**'' میں اس مصحف پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے مذکورہ مصحف بعد میں سمرقند پھر پیٹرس برگ منتقل ہوگیا(۱۰۲)۔ جس کی صورت یہ ہوئی سلطان ملک ظاہر بیبرس (م ۱۲۷۶ء) نے نومسلم برکت خان بن جوجی خان بن چنگیز خان (م ۱۲۶۶ء) کو کچھ تحائف دئے جس میں یہ مصحف بھی شامل تھا۔ اسی قسم کی رائے محمد مراد عبداللہ رمزی نے ظاہر کی ہے اور لکھا ہے ۱۸۶۸ء میں یہ مصحف تیمورلنگ سمرقند لایا تھا۔ دوسری روایت کے مطابق صوفی بزرگ عبیداللہ احرار کو کسی خلیفہ نے ہدیہ دیا تھا۔ اور وہ سمرقند لائے تھے۔ مسلم کمیونٹی کی ترجمان قومی کیساریت کمیٹی نے ۱۹۱۷ء میں لینن سے اس مصحف کی واپسی کا مطالبہ کیا ۱۹۲۴ء میں یہ مصحف تاشقند کے علماء کے حوالہ کر دیا گیا۔ پھر یہ جمعیت اسلامی کے زیرنگرانی سرکاری میوزیم روز بک علمی اکیڈمی ازبکستان میں محفوظ کر دیا گیا۔

خلاصہ بحث :

دوسری رائے کا تجزیہ کرنے سے واضح ہوتا ہے مصحف عثمانی کا نسخہ سمرقند آیا ہے۔ لیکن کیا موجودہ

نسخہ وہی ہے؟ اس سوال کا جواب دینا مشکل ہے۔ اس سلسلہ میں عبداللہ مخلص کی رائے زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے کہ یہ اصل کی نقل ہے، مذکورہ میوزیم میں اس کے ۳۵۳ اوراق یعنی ۷۰۶ صفحات میں سے صرف ۱۵ اوراق محفوظ رہے۔ اس کے ہر ورق کا سائز ۲۸ سینٹی میٹر لمبا ارو ۵۳ سینٹی میٹر چوڑا تھا۔ ہر صفحہ پر ۱۲ سطریں تھیں اور لوہے کے صندوق میں ایک لکڑی کا ڈبہ تھا اس میں یہ محفوظ تھا(۱۰۳)۔ بعد میں اصل نسخہ کی ۵۰ر مطبوعہ کاپیاں جو زار روس کے زمانہ میں ۱۹۰۵ء میں تیار ہوئی تھیں انہیں پیش نظر رکھ کراس کے ضائع شدہ اوراق دوبارہ بعینہ اسی رسم خط میں لکھوائے گئے۔ ۱۹۰۵ء کی کاپیاں بعینہ اصل کے مطابق تھیں۔ لہٰذا کوئی مشکل پیش نہیں آئی، یہ کاپیاں فقط پچاس عدد چھاپی گئی تھیں۔ جن میں سے بقول ڈاکٹر حمید اللہؒ چار مذکورہ مندرجہ بالا کاپیاں مختلف مقامات پر آج بھی محفوظ ہیں(۱۰۴)۔ ۱۹۴۳ء میں اسے دوبارہ شائع کرنے کا پروگرام بنایا گیا تھا مگر عمل نہیں ہوسکا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ تاشقند میں موجود مصحف عثمانی مکمل اصل نہیں ہے بلکہ اصل کے عین مطابق نقل ہے۔ لہٰذا اسے مصحف عثمانی نہیں مصحف عثمانی کا عکس لکھا جانا چاہئے(۱۰۵)۔ واللہ اعلم بالصواب

ڈاکٹر صاحب کی اس کے علاوہ بھی قرآن پاک کے حوالہ سے متعدد خدمات ہیں اور قرآن کریم میرا بھی خصوصی موضوع رہا ہے۔ اسی مناسبت سے مزید خدمات سرانجام دے رہا ہوں، جو کہ جلد کسی مقالہ یا کتابی شکل میں انشاء اللہ قارئین کی خدمت میں پیش کروں گا، سردست طوالت سے بچنے کے لئے اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

حواشی و حوالہ جات

۱۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی علم دوستی مقالہ ڈاکٹر احمد عبدالقدیر سہ ماہی مجلّہ عثمانیہ کراچی، اپریل تا جون ۱۹۹۷ء، ج/۱، ش/۴، ص/۵۵،

۲۔ ایک عالم ایک محقق مقالہ شاہ بلیغ الدین سہ ماہی مجلّہ عثمانیہ کراچی (بحوالہ سابق) ص/۲۳،

۳۔ ایضاً ص/۲۳،

۴۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ اور اسلامی علوم کی تحقیق و تدوین مقالہ ڈاکٹر محمد سعود عالم قاسمی سہ ماہی علیگڑھ تحقیقات اسلامی (انڈیا) جنوری، مارچ ۲۰۰۳ء، ص/۹۶،

۵۔ نوائط کا صحیح تلفظ نوایت یا نوابط ہے، لب اللباب سیوطی اور معجم البلدان یاقوت حموی میں اس کا ذکر ہے یہ خاندان مسلکاً شافعی المسلک تھا۔ دیکھئے: مقالہ شاہ بلیغ الدین ایک عالم ایک محقق سہ ماہی مجلّہ عثمانیہ کراچی (بحوالہ سابق)، ص/۲۳،

۶۔ ایضاً،

۷۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ ایک بے مثال محقق، مقالہ لطف الرحمٰن فاروقی ماہنامہ دعوۃ اسلام آباد، ڈاکٹر محمد حمید اللہ نمبر مارچ ۲۰۰۳ء، ج/۹، ش/۱۰، ص/۴۵،

۸۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ اور اسلامی علوم کی تحقیق و تدوین مقالہ ڈاکٹر محمد سعود عالم قاسمی سہ ماہی علیگڑھ (بحوالہ سابق) ص/۹۶ اور دیکھئے چہرہ نما، رشید شکیب سہ ماہی مجلّہ عثمانیہ (بحوالہ سابق) ص/۱۹،

۹۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ اور اسلامی علوم کی تحقیق و تدوین ڈاکٹر محمد سعود عالم قاسمی (بحوالہ سابق) ص/۹۶۔

۱۰۔ چہرہ نما۔ رشید شکیب سہ ماہی مجلّہ عثمانیہ (بحوالہ سابق) ص/۱۹۔

۱۱۔ روزنامہ اوصاف مضمون پروفیسر ڈاکٹر محمد الغزالی، ۰۳-۱۰-۵،ص/۵۔

۱۲۔ چہرہ نما رشید شکیب سہ ماہی مجلّہ عثمانیہ (بحوالہ سابق) ص/۱۹،

۱۳۔ آپ نے تبلیغ کے لئے عالمگیر قرآنی تحریک کی بنیاد رکھی ہر روز کٹہ کی مسجد میں درس قرآن کریم دیتے تھے، مولانا ابوالاعلیٰ مودودی صاحبؒ ان کی خدمت میں حاضر ہوکر درس نوٹ کیا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ ایک رسالہ ترجمان القرآن نکالا کرتے تھے، جس کی پروف ریڈنگ مولانا مودودی صاحبؒ کرتے تھے اور کبھی ڈاکٹر حمید اللہ بھی کرلیا کرتے تھے، موصوف نے ۱۹۳۳ء میں بچوں کے لئے ''سورہ عم'' کا آسان زبان میں ترجمہ شائع کیا تھا۔ اس کے علاوہ قرآن کا ترجمہ وتفسیر بھی شرف اینڈ کمپنی بمبئی سے شائع کروایا تھا۔ دیکھئے کچھ باتیں ڈاکٹر حمید اللہ کے خطوط، کے بارے میں مقالہ مظہر ممتاز قریشی سہ ماہی مجلّہ عثمانیہ (بحوالہ سابق) ص/۷۸،

۱۴۔ انہی کے مشورہ پر اپنی کتاب ''عہد نبوی کے میدان جنگ'' کے میدانوں کا خود جاکر سروے کیا اور نقشے کتاب میں شامل کئے، یہ کتاب انہی موصوف کے نام منسوب ہے، دیکھئے: ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب کے اردو کتابوں کا تعارف مقالہ شاہ مصباح الدین شکیل سہ ماہی مجلّہ عثمانیہ، (بحوالہ سابق) ص/۹۲،

۱۵۔ صحیفہ ہمام بن منبہ، ڈاکٹر محمد حمید اللہ (دیباچہ اردو ترجمہ) طبع سوم کراچی ۱۹۹۸ء، ص/۲۴،

۱۶۔ سوانح کے لئے ملاحظہ فرمائیں۔برگیڈیر قاری فیوض الرحمٰن کی مشاہیر علماء فرنٹیئر پبلشنگ کمپنی لاہور۔ج/۱، ص/۵۹۸۔

۱۷۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ بیسویں صدی کے ممتاز ترین محقق مقالہ ڈاکٹر محمود احمد غازی ، ماہنامہ دعوۃ اسلام آباد (بحوالہ سابق) ص/۲۹۔

۱۸۔ ایضاً، ص/۲۸-۲۹۔

۱۹۔ ہفت روزہ تکبیر کراچی، انٹرویو ڈاکٹر محمد حمید اللہ ، /فروری ۱۹۹۲ء، ص/۱۰،

۲۰۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ ترکش مارا خدنگ آخریں مقالہ پروفیسر خورشید احمد، ماہنامہ دعوۃ اسلام آباد (بحوالہ سابق)

ص/۷۷،

۲۱۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ رضوان علی ندوی مجلہ عثمانیہ (بحوالہ سابق) ص/۳۹،

۲۲۔ ہفت روزہ تکبیر کراچی انٹرویو ڈاکٹر محمد حمید اللہ (بحوالہ سابق) ص/۱۰۔۱۱،

۲۳۔ روزنامہ اوصاف، ۰۳۔۱۔۵، ص/۵،

۲۴۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ اور اسلامی علوم کی تحقیق ڈاکٹر محمد سعود عالم قاسمی سہ ماہی علیگڑھ تحقیقات (بحوالہ سابق) ص/۱۱۲۔

۲۵۔ ہفت روزہ تکبیر (بحوالہ سابق) ص/۹۔

۲۶۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ ایک بے مثال محقق مقالہ لطف الرحمٰن فاروقی ماہنامہ دعوۃ اسلام آباد (بحوالہ سابق) ص/۴۵،

۲۷۔ ایک عالم ایک محقق، شاہ بلیغ الدین، مجلہ عثمانیہ (بحوالہ سابق) ص/۳۳، لطف الرحمٰن فاروقی نے ۱۷۵ر تصانیف بیان کی ہیں دیکھئے: مضمون ڈاکٹر محمد حمید اللہ ایک بے مثال محقق، ماہنامہ دعوہ (بحوالہ سابق) ص/۴۷،

۲۸۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ ایک بے مثال محقق، لطف الرحمٰن فاروقی، ماہنامہ دعوۃ (بحوالہ سابق) ص/۴۷،

۲۹۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ ایک عہد ساز شخصیت مقالہ میاں محمود الحسن معاویہ ''ماہنامہ آب حیات'' لاہور، فروری ۲۰۰۳ء، ج/۴، ش/۲، ص۳۵، اور ڈاکٹر محمد حمید اللہ نقوش۔ ڈاکٹر رضوان علی ندوی مجلہ عثمانیہ (بحوالہ سابق) ص/۳۸،

۳۰۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ اور اسلامی علوم کی تحقیق ڈاکٹر محمد سعود تحقیقات اسلامی (بحوالہ سابق) ص/۱۰۹۔

۳۱۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ مقالہ خواجہ عبید اللہ مجلّہ عثمانیہ (بحوالہ سابق) ص/۵۹، اور ڈاکٹر محمد حمید اللہ مقالہ ایم ایچ عسکری مترجم مجلّہ عثمانیہ (بحوالہ سابق) ص/۶۹۔

۳۲۔ پیرس میں ملاقات، محمد صلاح الدین مجلّہ عثمانیہ (بحوالہ سابق) ص/۶۲۔

۳۳۔ قرآن مجید کے فرانسیسی ترجمے، ڈاکٹر محمد حمید اللہ ماہنامہ معارف اعظم گڑھ انڈیا، ۱۹۵۹ء، ج/۸۴، ش/۶، ص/۴۶۶۔۴۶۷،

۳۴۔ کلام اللہ ازلی ذکر من الرحمٰن محدث، تراجم قرآن مجید، تازہ بتازہ نوبنو ڈاکٹر محمد حمید اللہ ، ماہنامہ معارف اعظم گڑھ انڈیا، نومبر ۱۹۸۸ء، ص/۳۸۱۔

۳۵۔ دیکھئے: ڈاکٹر رضوان علی ندوی کا مضمون ڈاکٹر محمد حمید اللہ نقوش۔ مجلّہ عثمانیہ (بحوالہ سابق) ص/۳۸، اور ڈاکٹر یوسف الدین کا مضمون، ڈاکٹر صاحب کے کارناموں پر ان کی مختصر روداد مجلّہ عثمانیہ (بحوالہ سابق) ص/۵۶، اور ڈاکٹر محمد عبداللہ کا مضمون ڈاکٹر محمد حمید اللہ علمی روایات کے امین دعوۃ اسلام آباد (بحوالہ سابق) ص/۶۸،

۳۶۔ قرآن مجید کے تراجم مغربی اور مشرقی زبانوں میں مضمون محمد عبداللہ منہاس ماہنامہ سیارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر، ج/۲، ص/۱۶۳۔

37- Oglu, ekmeleddin ihsan, world bibliography of translation of the meanings of

the Holy Quran printed translations ،1515-1980, Research centre for Islamic History art and culture Istanbul 1986, P-211, s.no-786/134,

38- // // // P. 208, s.no.777/125

39- // // // P. 180, s.no.695/7

۴۰۔ دیکھئے: مندرجہ بالا حوالہ پر ص/۱۸۰ تا ۱۸۵، سیریل نمبر ۶۵۹/۷ تا ۶۸۰/۲۸،

41- Oglu, Ekmele ddin ihsan, world bibliography, p.202 to 206, s.no. 751/99 to 768/111.

۴۲۔ قرآن مجید کے فرانسیسی ترجمے ڈاکٹر حمید اللہ، ماہنامہ معارف (اعظم گڑھ انڈیا، دسمبر ۱۹۵۹ء) ج/۸۴، ش/۶، ص/۴۶۲،

43- Oglu, Ekmele ddin ihsan, world bibliograpy, p.178, s.no. 653/1.

44- // // // P. 185, S.No.681/29.

۴۵۔ ماہنامہ معارف اعظم گڑھ، ج/۸۴، ش/۶، ص/۴۶۴،

46- Oglu, Ekmele ddin ihsan, world bibliograpy. P.200, s.no. 739/87.

۴۷۔ ماہنامہ معارف اعظم گڑھ، ستمبر ۱۹۵۹ء، ج/۸۴، ش/۶، ص/۴۶۵،

48- Oglu, Ekmele ddin ihsan, world bibliograpy. P.200 to 202, s.no. 740/88 to 749/97.

۴۹۔ ماہنامہ معارف اعظم گڑھ، ستمبر ۱۹۵۹ء، ج/۸۴، ش/۶، ص/۴۶۵،

۵۰۔ ایضاً،

۵۱۔ ایضاً، ص/۴۶۱ تا ۴۶۶،

۵۲۔ Lesaintcoran مقدمہ فرانسیسی ترجمہ قرآن، طبع ہشتم۔

۵۳۔ تراجم قرآن مجید، تازہ بتازہ نوبنو، ڈاکٹر حمید اللہ، ماہنامہ معارف اعظم گڑھ، نومبر ۱۹۸۸ء، ص/۳۸۱،

54- Oglu, Ekmele ddin ihsan, world bibliograpy. P.178 to 206, S.No. 653/1 to 768/116.

55- // // // P.207 to 212, S.No. 769/ 117. to 789/137.

56- // // // P. 197 to 199, S.No.727/75 to 737/85.

۵۷۔ قرآن مجید کے فرانسیسی ترجمے: ڈاکٹر محمد حمید اللہ، ماہنامہ معارف اعظم گڑھ، ج/۸۴، ش/۶، ص/۴۶۶۔۴۶۷،

۵۸۔ تراجم قرآن مجید تازہ بتازہ نوبنو ڈاکٹر حمید اللہ، ماہنامہ معارف اعظم گڑھ، نومبر ۱۹۸۸ء، ص/۳۸۲۔ ۳۸۳۔

۵۹۔ ہفت روزہ تکبیر، کراچی، ۶/فروری ۱۹۹۲ء، ص/۱۰، اور ڈاکٹر حمید اللہ اور اسلامی علوم کی تحقیق و تدوین ڈاکٹر محمد سعود عالم قاسمی (بحوالہ سابق) ص/۱۰۹،

۶۰۔ ڈاکٹر صاحب کے کارناموں پر ان کی مختصر روداد، ڈاکٹر یوسف الدین، مجلہ عثمانیہ (بحوالہ سابق) ص/۵۶،

۶۱۔ وہ مرد درویش ......مقالہ احسان الحق حقی، ماہنامہ دعوۃ (بحوالہ سابق) ص/۱۰۰

۶۲۔ بیسویں ایڈیشن میں مزید اضافات کے ساتھ یہ مقدمہ ۱۰۰ر صفحات تک وسیع ہوگیا ہے۔

۶۳۔ قرآن مجید کے فرانسیسی تراجم ڈاکٹر محمد حمید اللہ ماہنامہ معارف ج/۸۴، ش/۶، ص/۴۶۷۔۴۶۸،

۶۴۔ تراجم قرآن مجید تازہ بتازہ نوبنو ڈاکٹر محمد حمید اللہ ماہنامہ معارف نومبر ۱۹۸۸ء، ص/۳۸۴،

۶۵۔ ایضاً ص/۳۸۴،

۶۶۔ یہ ڈاکٹر صاحب نے قرآن کریم کے تراجم کی عالمی ببلیوگرافی تیار کی تھی جس میں دنیا بھر کی ۱۲۰ زبانوں کے تراجم کا تذکرہ کیا گیا تھا، اور بطور نمونہ سورۂ فاتحہ کا ترجمہ درج کیا تھا۔ اس کی تیسری طباعت ۱۹۴۷ء میں دکن سے ہوئی، پھر اضافات کے ساتھ فرانس کے ایک رسالہ میں قسط وار شائع ہوئی۔لیکن یہ کتاب طویل جستجو کے باوجو مجھے دستیاب نہیں ہوئی، اس کا تذکرہ مختلف افراد نے کیا ہے۔ دیکھئے ہفت روزہ تکبیر کراچی، ۶/فروری ۱۹۹۲ء ص/۹ اور ماہنامہ فاران کراچی دسمبر ۱۹۷۷ء ج/۲۹، ش/۹ بعنوان قرآن مجید کے ترجمے ص/۲۹،

۶۷۔ قرآن مجید کے فرانسیسی ترجمے ڈاکٹر حمید اللہ ماہنامہ معارف دسمبر ۱۹۵۹ء ج/۸۴، ش/۶، ص/۴۶۷۔

۶۸۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ اور اسلامی علوم کی تحقیق و تدوین سہ ماہی علیگڑھ تحقیقات اسلامی (بحوالہ سابق) ص/۱۰۹۔

۶۹۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ بیسویں صدی کے ممتاز ترین محقق، ڈاکٹر محمود احمد غازی، ماہنامہ دعوۃ اسلام آباد (بحوالہ سابق) ص/۳۶۔

۷۰۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ ایک بے مثال محقق، لطف الرحمٰن فاروقی ماہنامہ دعوۃ (بحوالہ سابق) ص/۴۸۔

۷۱۔ دیکھئے شمارہ ربیع الاوّل ۱۳۸۸ھ ص/۱۵ تا ۲۸۔

۷۲۔ دیکھئے مذکورہ مطبوعہ نسخہ کا ص/۸۲۲۔

۷۳۔ ڈاکٹر صاحب نے اپریل ۱۹۹۲ء کو لاہور کے ادارہ پائنا کے زیراہتمام لیکچر کے بعد ایک سوال کہ کیا ہمیں اسرائیل کو تسلیم کرلینا چاہئے؟ آپ نے جواب دیا آیت میں اولیاء کا لفظ آیا ہے، یعنی ولی نہ بناؤ ولی کے معنی ہیں حاکم کے طور پر قبول نہیں کرنا چاہئے اس کے معنی دوست نہیں ہے۔ روزنامہ جنگ کراچی ۲۰۰۳۔۷۔۱۳۔

۷۴۔ ڈاکٹر صاحب کا غرق فرعون اور بقاء جسد کے حوالہ سے اعتراض اور اس کا جواب شائع ہوچکا، دیکھئے ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک ج/۱۸، ش/۴، ۶، ۸ جنوری مارچ مئی ۱۹۸۳ء ۔اسی حوالہ سے ایک مضمون ماہنامہ فاران ج/۲۹ ش/۲

مئی ۱۹۷۷ء ص/۲۲ تا ۲۶ شائع ہوا ہے جس میں فرعون کی تعیین اور اس کے ڈوبنے کے مقام کو زیر بحث لائے ہیں۔

۷۵۔ دیکھئے ماہنامہ الحق، ج/۲۴، ش/۱۲، ستمبر ۱۹۸۹ء بعنوان قرآن مجید کے عجائبات نباتی۔

۷۶۔ ماہنامہ الحق ج/۲۷، ش/۷، اپریل ۱۹۹۲ء ص/۴۹ تا ۵۲ بعنوان لفظ ''جبین'' کے معنی پر ایک تحقیقی نظر۔

۷۷۔ قرآن مجید کے تراجم مغربی اور مشرقی زبانوں میں محمد عبداللہ منہاس ماہنامہ سیارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر طبع سوم ۱۹۸۸ء ج/۲، ص/۱۶۵۔

۷۸۔ دنیا کی مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم ماہنامہ سیارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر (بحوالہ سابق) ج/۳، ص/۳۵۰۔

79- Ogulu, Ekmele ddin Ihsan. World Biblio graphy P.213 to 229, S.No. 790 to 854.

80- // P.229 to 235, S.No. 855 to 878.

81- // P.222 S.No. 826/37.

۸۲۔ قرآن مجید کے تراجم ڈاکٹر محمد حمید اللہ ماہنامہ فاران کراچی، دسمبر ۱۹۷۷ء ج/۲۹ ش/۹ ص/۳۲،

۸۳۔ کچھ باتیں ڈاکٹر حمید اللہ کے خطوط کے بارے میں مظہر ممتاز قریشی مجلّہ عثمانیہ (بحوالہ سابق) ص/۷۸،

۸۴۔ دیکھئے: مقالہ میں تراجم کی فہرست میں لفظ ''G''

۸۵۔ ڈاکٹر حمید اللہ کے خطوط، ڈاکٹر حسن الدین احمد، مجلّہ عثمانیہ (بحوالہ سابق) ص/۸۲ اور مظہر ممتاز قریشی کا مندرجہ بالا مضمون ص/۷۷، اور لطف الرحمٰن فاروقی کا مضمون ایک بے مثال محقق ماہنامہ دعوۃ اسلام آباد (بحوالہ سابق) ص/۴۷،

۸۶۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ ایک بے مثال محقق لطف الرحمٰن فاروقی ماہنامہ دعوۃ اسلام آباد (بحوالہ سابق) ص/۴۷۔

۸۷۔ ڈاکٹر یوسف الدین کے مطابق ڈاکٹر صاحب کا ایڈٹ شدہ نسخہ فلاڈلفیا امریکہ سے ڈاکٹر عبدالخالق نے بھی شائع کیا ہے۔ دیکھئے مجلّہ عثمانیہ (بحوالہ سابق) ص/۵۶، اس کی تائید ڈاکٹر حمید اللہ کے خطوط سے بھی ہوتی ہے۔ دیکھئے مجلّہ عثمانیہ ص/۷۵،

۸۸۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ اور اسلامی علوم کی تحقیق و تدوین سہ ماہی علیگڑھ تحقیقات (بحوالہ سابق) ص/۱۰۴ بحوالہ خطبات بہاولپور ص/۴۰،

۸۹۔ جیسا آپ اوپر مطالعہ کر چکے ہیں مصحف کے ابتدائیہ میں ڈاکٹر صاحب نے لکھا ہے یہ نسخہ تاشقند کی مسلم کمیونٹی کے مطالبہ پر حوالہ کیا گیا تھا۔ جس کا مطلب ہے اس جنرل کی کہانی سے ڈاکٹر صاحب نے رجوع کرلیا ہے۔

۹۰۔ خطبات بہاولپور ڈاکٹر محمد حمید اللہ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور طبع اوّل ۱۴۰۱ھ ص/۱۹۔۲۰،

۹۱۔ ابوالحسن اعظمی صاحب نے ان تین کے علاوہ مصحف شامی (فارس) مصحف کوفی (مصر) اور مصحف بحرین (فرانس) کا ذکر کیا ہے دیکھئے ششماھی علوم القرآن ج/۵ ش/۱، ص/۷۸۔۷۹۔

۹۲۔ قرآن مجید کی کتابت و تدوین ایک مختصر جائزہ ابوالحسن اعظمی ششماہی علوم القرآن جنوری، جون ۱۹۹۰ء انڈیا ج/۵، ش/۱، ص/۷۶۔

۹۳۔ سورۃ ص ۳۸/۳،

۹۴۔ مصحف عثمانی تاشقند میں طٰہٰ ولی ششماہی علوم القرآن انڈیا جنوری۔دسمبر ۱۹۸۸ء ج/۳، ش/۱۔۲، ص/۸۳۔۸۵،

۹۵۔ ملا عبدالرحیم نے اس تاشقند کے مصحف کے ضائع شدہ اوراق دوبارہ لکھے تھے اور کٹے پھٹے حروف کو اصل کے مطابق ٹھیک کیا تھا۔

۹۶۔ مجلہ المجمع العلمی العربی ج/۳۸، ش/۴۔

۹۷۔ خطبات بہاولپور (بحوالہ سابق) ص/۱۹،

۹۸۔ ایضاً ص/۲۰۔

۹۹۔ مجلہ الکشاف بیروت ربیع الاول ۱۳۴۸ھ/ اپریل ۱۹۴۷ء

۱۰۰۔ ششماہی علوم القرآن جنوری۔ جون ۱۹۹۰ء انڈیا ج/۵ ش/۱ ص/۸۸

۱۰۱۔ ابن بطوطۃ۔ رحلۃ ابن بطوطۃ دار بیروت ۱۹۶۴ء ص/۱۸۶

۱۰۲۔ محمد امین خانجی معجم العمران فی المستدرک علی معجم البلدان مطبعۃ السعادۃ مصر ۱۹۰۷ء ص/۱۳۵،

۱۰۳۔ ششماہی علوم القرآن جنوری۔ جون ۱۹۹۰ء ج/۵، ش/۱، ص/۹۵

۱۰۴۔ خطبات بہاولپور، ڈاکٹر حمید اللہ (بحوالہ سابق) ص/۲۰،

۱۰۵۔ تفصیلات کے لئے طٰہٰ ولی کا مقالہ ''مصحف عثمانی تاشقند میں'' ملاحظہ کریں، ششماہی علوم القرآن انڈیا جنوری۔ جون ۱۹۹۰ء ج/۵، ش/۱، ص/۸۱ تا ۹۷